رام اور کرشن

کا معمہ

از:

بابا صاحب امبیڈکر

مترجم:

پروفیسر میجر خلیل الرحمٰن

اور

اقبال احمد شریف اڈوکیٹ

ناشر:

دلیت ساہتیہ اکیڈمی

109- ساتواں کراس - پیالیس لوئر آر چرڈس - بنگلور 560003

حرفِ اول

یہ کتاب طباعت کے لئے جارہی ہے تو ہندوستان کے اونچے ذاتی لوگ بابا صاحب امبیڈکر کی حالیہ طبع شدہ کتاب " ہندومت کے معمے " کو بہانہ بنا کر دلیتوں پر ایک حقیقی جنگ کی تیاری کر رہے ہیں۔

حکومتِ مہاراشٹرا کی یہ مہربانی ہے کہ اس نے ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کی تصانیف اور تقاریر کے اب تک چار حصے شائع کئے۔ تازہ ترین ہندومت کے معمے (چوتھا حصہ) وزیرِ اعلیٰ ایس بی چوہان کے حرفِ اول کے ساتھ انہی کے ہاتھوں ناگپور میں ۲ر اکتوبر ۱۹۸۷ء کے دن اجرا پائی۔ لیکن شیوسینا۔ آر ایس ایس۔ پتیت پَوَن اور ایسی ہی دوسری ہندو تنظیموں نے ایک ہنگامہ شروع کر دیا کہ اس کا ضمیمہ نمبر ۱ 'رام اور کرشن کے معمے' اس سے خارج کر دئے جائیں۔ اس لئے کہ اس سے ہندوؤں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ اس کتاب کو مراٹھا مہاسنگھ کے لیڈروں نے نذرِ آتش کر دیا۔ انہوں نے ڈاکٹر امبیڈکر کی کتابوں کی اشاعت پر حکومت کی مذمت کی۔ بہت ہنگامے ہوئے۔ چند مقامات پر دلیتوں پر حملوں کے لئے اس کو بہانہ بنایا گیا۔

ہندو لیڈر جو " ہندو تحمل " کے بارے میں اتنا کچھ کہتے ہیں خون خرابے کی بجائے قانونی چارہ جوئی کر سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ ڈاکٹر امبیڈکر نے اس کتاب میں رام کا سیتا کے ساتھ بُری طرح پیش آنے کا ذکر صرف رامائن کے مصنف والمیکی کی اصل سنسکرت تحریر کے حوالوں سے کیا ہے۔

لیکن والمیکی کو بُرا بھلا کہنے کی بجائے یہ لوگ اپنا غصّہ ڈاکٹر امبیڈکر کی کتاب اور غریب دلیتوں پر اُتار رہے ہیں ۔

مہاراشٹرا حکومت ان دلیت دشمن فسطائیوں کے آگے جھک گئی اور اس حصّے کے اخراج کا اعلان کیا اور اس طرح دستورِ ہند کی دفعہ 51 - A (H) کی خلاف ورزی کی جو یہ کہتی ہے کہ حکومت سائنسی رجحانات اور تحقیق اور اصلاح کو فروغ دے گی ۔ حکومتِ ہند کے محکمۂ اشاعت نے حال ہی میں ایک کتاب بی آر امبیڈکر از ڈبلیو این کبیر " جدید ہندوستان کے معمار " کے سلسلے میں شائع کی ہے جس کے ذریعے ڈاکٹر امبیڈکر کو جدید ہندوستان کے معمار کے روپ میں تسلیم کیا گیا ہے ۔ جب بات ایسی ہے تو مہاراشٹرا حکومت کس طرح ڈاکٹر امبیڈکر پر ایسا سنگین جرم کر سکتی ہے جبکہ ان کو جدید ہندوستان کے عظیم فرزندوں میں شمار کیا جاتا ہے جو درجِ فہرست ذاتوں اور قبیلوں کے نجات دہندہ ہیں جو ہندوستان کی آبادی کا تیسرا حصّہ ہیں ۔ حکومت بمبئی ہائی کورٹ سے ان مسوّدوں کو حاصل کرتے وقت دئے گئے اس وعدہ سے کس طرح منحرف ہو سکتی ہے جو اس نے کیا تھا کہ وہ ان کی تمام غیر مطبوعہ تحریروں کی اشاعت کرے گی ۔ " ہندو تحمل " کہاں چلا گیا ہے ؟

راون ایک بُدھی ہیں اور دلیتوں کی نظر میں ایک عظیم ہیرو ہیں ۔ انہوں نے سیتا سے ایسا برتاؤ کیا کہ خود سیتا ان کی مداح تھیں ۔ لیکن ہندو کتابوں میں ان کو راکھشس کہا گیا اور تمام قسم کی بُرائیاں ان پر تھوپ دیں ۔ اتنا ہی نہیں ۔ ہر سال رام لیلا پر ان کو آگ لگائی جاتی ہے ۔ لیکن دلیتوں نے یہ سب برداشت کیا ہے ۔ انہوں نے ٹی وی کے سیریل راماین کو بھی برداشت کیا ہے جس میں قبائلی ہیرو ہنومان کو بندر بنا کر دکھایا جاتا ہے ۔ جب دلیت ہر روز کی اس بے عزتی اور خون خرابے کو برداشت کر رہے ہیں تو یہ " ہندو " اس قسم کا

تحمل کیوں نہیں دکھاتے ۔ آخر "ہندو مت کے معمے" دلیت ہوتے ہوئے بھی ہندوستان کے عظیم ترین دانشور کا علمی کارنامہ ہے ۔ رام اور کرشن پر ان کی تحریر کا مواد ہندو کتابوں ہی سے لیا گیا ہے ۔ اس کتاب میں دی گئی حقیقتوں پر کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا ۔ کیا ان کا مطلب یہ ہے کہ ہندو کتابوں پر کوئی علمی بحث نہیں ہونی چاہیئے ۔ انہیں تو ایک بحث کو جاری رکھنا چاہیئے تھا ۔ لیکن ہندو بنیاد پرستوں نے اتنا بھی برداشت کرنا پسند نہ کیا ۔ مراٹھواڑا یونیورسٹی کو ڈاکٹر امبیڈکر کے نام پر بدلنے کے دلیتوں اور دوسرے جمہوریت پسندوں کے اتنے چھوٹے سے مطالبے کو انہوں نے ذاتیاتی جنگ کے اعلان کے ذریعے ردّ کر دیا ۔

ہر روز کے ہونے والے واقعات کے ذریعے "ہندو تحمل" کی کتنی ہی مثالیں دی جا سکتی ہیں ۔

ان کتابوں میں تحمل کا کیا مطلب ہے ۔ "ہندو سماج اور رواج ان معاملات پر بہت تحمل کرتا ہے جو سماجی ماحول پر اثر انداز نہیں ہوتے ۔" (اردن شوری
Hinduism: Essence And consequence
وِکاس ۔ 1979 ۔ صفحہ 361)

ہندو مت کسی بھی اعتقاد ، رسوم اور رواج کو برداشت کرتا ہے ۔ کوئی خدا پر اعتقاد رکھنے والا ہو سکتا ہے یا دہریہ ۔ گوشت خور یا سبزی خور کسی بھی قسم کی ذات کی علامت رکھ سکتا ہے ۔ چاہے مندر جائے یا نہ جائے ۔ کوئی ہندو تہوار کو کسی بھی دن منا سکتا ہے ۔ کوئی جانوروں کو قربان کر سکتا ہے یا نہیں ۔ کوئی سکھ ، بدھی یا جین بھی ہو سکتا ہے ۔ ان سب کے باوجود بھی ہندو رہ سکتا ہے ۔ نظریات اور اعمال میں اس قسم کا اختلاف اس لئے کارآمد ہے کہ ان سے عوام آزادی کے دھوکے میں رہ سکتے ہیں ۔ "جبکہ رواج اس

قسم کے الگ الگ اعمال کو برداشت کرتا تھا سماجی ماحول پر اثرانداز ہونے والے معاملات کو برداشت نہیں کرتا تھا۔"

جہاں اعزاز کے چڑھتے ہوئے اور حقارت کے گرتے ہوئے رواج کی حکم عدولی کرنے والے سماج سے خارج کر دیئے جاتے تھے۔ پوری جگناتھ مندر کے پنڈتوں نے اندرا گاندھی کو مندر کے اندر اس لئے داخل ہونے نہ دیا کہ وہ ایک پارسی سے شادی کرنے کے سبب ہندو نہیں تھیں۔ راجستھان کے نتھدوار مندر اور یم پی میں ضلع بیلاسپور کے پنڈا انزائی مندر میں داخل ہونے والے دلتوں پر حملہ کیا گیا۔ روپ کنور کو کھینچ کر زندہ آگ میں ستی کر دیا گیا۔ دلیت عورتوں کو دیوداسیوں کے نام پر مندروں میں بیسوائیں بن کے رہنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ کتنی ہی مثالیں اس بات کو ثابت کرنے کے لئے پیش کی جاسکتی ہیں کہ ہندو مت سماجی احکام کے توڑنے کو برداشت نہیں کرتا۔ بھگوان رام نے خود شودر شمبوکا کو اس لئے مار ڈالا کہ اس نے دوبار پیدا ہونے والوں کے لئے مخصوص کی گئی کتابوں کو پڑھا۔ مادھوا برہمنوں کے مرکز مندروں کے شہر اُڈوپی میں ایک چھوٹے سوامی کو پیجاور منٹھ سے اس لئے خارج کر دیا گیا کہ اس نے "ہندوستان کے ساحل کو پار کیا" جس کی شاستروں میں ممانعت ہے۔ دقیانوسی خیالات کو بُرا بھلا کہتے ہوئے یہ سوامی مندر چھوڑ گئے۔ برہمن ہونے کے باوجود جب اتنے بڑے چاروکا کو دقیانوسی خیالات سے اختلاف رکھنے پر خود برہمنوں نے قتل کر دیا تھا تو چھوٹے چھوٹے آدمیوں کے بارے میں ہم کیا کہہ سکتے ہیں؟ بھگوت گیتا (20-6-16) میں گیتا کے خیالات پر جرح کرنے والے "مادہ پرستوں" کو شیطان کہا گیا ہے۔

مطلب یہ ہُوا کہ سطحی اختلافات کو برداشت کیا جاتا ہے لیکن سماجی احکام کی خلاف ورزی کو بے رحمی کے ساتھ پیس دیا جاتا ہے۔ ہندو مت اپنے ہر فرد سے مکمل اطاعت اور بے چوں و چرا جملہ اصولوں سے ہمخیالی طلب کرتا ہے۔

سکھوں کو اس وقت تک برداشت کیا گیا جب تک کہ وہ ہندو قوانین کے اطاعت گزار تھے لیکن جب انھوں نے اس پر جرح کی گئی تو سزا دی گئی - سطحی معاملات پر تحمل اور سماجی احکام کے معاملے میں چوں و چرا کرنے پر بے تحملی۔ اس ڈوغلے پن کے سبب سے ہی وہ سب خون خرابہ ہوتا رہتا ہے جو ہم ہر روز دیکھتے ہیں -

اسی "تحمل" کا ایک دوسرا پہلو یہ ہے کہ ہندو سماجی ماحول سے بغاوت کرنے والے لیڈروں کو ملی بھگت بنالیا جاتا ہے یا رشوت کے ذریعہ انہیں خرید لیا جاتا ہے۔ جگجیون رام اسی طرح ساتھ لئے گئے سرداروں کی نمایاں ترین مثال ہیں. البتہ اس قسم کی ہم آہنگی کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے سماج میں اتنی بڑی دماغی اور مالی رشوت چلتی ہے ۔ حالانکہ روپیئے کی رشوت کو اتنا بُرا نہیں سمجھا جاتا ہے. اس قسم کے تحمل کو ہم بھلائی کے نام سے کس طرح مشتہر کرسکتے ہیں ؟

اس بات پر غور کرنا ہمارے دانشوروں کا کام ہے کہ کب تک اس سماجی ماحول کو برداشت کرنا چاہیئے جو اپنے کروڑوں انسانوں کو مجبوریوں کے بوجھ تلے دبائے ڈالتا ہے - چونکہ سماج کی ترقی دانشوروں پر موقوف رہتی ہے ۔ اس لئے اس مضمون پر فوری بحث کی ضرورت ہے ۔ لیکن ان دانشوروں کا ایماندار اور باہمت ہونا ضروری ہے ، ہمت عزم سے پیدا ہوتی ہے - کیا اس قسم کے دانشور ہندوستان میں موجود ہیں ؟

دلیتوں اور جمہوریت پسندوں کے مطالبے پر ہم یہ خارج کئے گئے حصے پھر سے شائع کر رہے ہیں -

وی ٹی راج شیکھر

رام اور کرشن کا معمہ

رام، والمیکی کی لکھی ہوئی راماین کے ہیرو ہیں۔ راماین ایک بے حد مختصر کہانی ہے۔ اس کے ماسوا، اس سادہ کہانی میں کوئی سنسنی خیز بات نہیں ہے۔

رام ایودھیا یعنے موجودہ بنارس کے راجہ دسرتھ کے بیٹے تھے۔ دسرتھ کی تین بیویاں کوشلیا، کیکئی اور سمترا تھیں۔ ان کے علاوہ ان کی سیکڑوں داشتائیں بھی تھیں۔ کیکئی نے دسرتھ سے ایک غیر واضح شرط پر شادی کی تھی جس کا پورا کرنا دسرتھ کے لئے لازمی تھا، جب بھی اور جو بھی کیکئی مانگے۔

دسرتھ عرصے تک لاولد رہے۔ تخت کے وارث کی اُن کو بہت آرزو تھی۔ جب دسرتھ کو تینوں بیویوں سے کسی سے بھی اولاد کی اُمید نہ رہی تو انہوں نے "پُترشتی یگنہ" منانے کا فیصلہ کیا اور رشی شرنگ کو قربانی کی رسم ادا کرنے کی دعوت دی، جنہوں نے 'پنڈ' تیار کئے اور دسرتھ کی تینوں بیویوں کو کھلائے۔ ان 'پنڈوں' کے کھانے کے بعد تینوں بیویاں حاملہ ہوئیں اور بیٹوں کو جنم دیا۔ کوشلیا سے رام، کیکئی سے بھرت اور سمترا سے جڑواں لکشمن اور شترگھن پیدا ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد رام کی شادی سیتا سے ہوئی۔ جب رام بالغ ہوئے تو دسرتھ نے حکومت کا تاج رام کے حوالے کر کے خود کو بادشاہت سے سبکدوش کرنے کی ٹھانی۔ جب اس کی تیاری ہو رہی تھی تو کیکئی نے اپنی غیر واضح شرط کی وضاحت کرتے ہوئے اس کو پورا کرنے کا سوال اُٹھایا۔ کیکئی نے مطالبہ کیا کہ ان کے بیٹے بھرت کو تخت پر بٹھایا جائے اور رام کو بارہ برس کے لئے بن باس بھیجا جائے۔

بڑی مشکل سے دسرتھ اس بات پر راضی ہوئے۔ بھرت ایودھیا کے راجہ بن گئے اور رام اپنی بیوی سیتا اور سوتیلے بھائی لکشمن کے ساتھ جنگل سدھالیے۔ جب یہ تینوں جنگل میں زندگی گذار رہے تھے تو لنکا کے راجہ راون نے سیتا کا اِغوا کیا اور انہیں اپنے محل میں رکھ چھوڑا تاکہ دوسری بیویوں کے ساتھ ان کو بھی بیوی بنالیا جائے۔ رام اور لکشمن نے سیتا کی تلاش شروع کی۔ راستے میں ان کی ملاقات وَنرا (بندر) نسل کے دو سردار سُگریو اور ہنومان سے ہوئی۔ اور اُن سے دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ ان کی مدد سے اس مقام کا پتہ چلا جہاں سیتا کو رکھا گیا تھا۔ اور انہی کی مدد سے لنکا پر چڑھائی کی، جنگ میں راون ہار گیا، سیتا کو چھڑالیا گیا۔ رام، لکشمن اور سیتا کے ساتھ ایودھیا واپس آئے۔ اس دوران بارہ برس گزر چکے تھے اور کیکئی کی شرط پوری ہو گئی تھی، جس کے باعث رام نے تخت چھوڑا تھا۔ اب رام ایودھیا کے راجہ بن گئے۔

یہ ہے راماین کا مختصر خاکہ جو والمیکی نے بیان کیا تھا۔

اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ جس کے سبب رام کی عبادت کی جائے۔ وہ یقیناً ایک خدمت گذار بیٹے تھے۔ لیکن والمیکی کو رام میں کچھ غیر معمولی بات نظر آئی کہ اُس نے رامایَن نظم کی۔ والمیکی نے ناردا سے یہ سوال کیا:

(بال کنڈ سارگا۔ شلوک 1 تا 5)

" او ناردا مجھے یہ بتا کہ آج زمین پر سب سے کامل انسان کون ہے؟ " پھر اس کے بعد کامل انسان کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں۔ کامل انسان وہ ہے جو طاقتور ہو۔ مذہب کا عرفان رکھتا ہو۔ جو شکر گذار اور سچا ہو۔ وہ جو مُصیبت میں بھی مذہبی قدروں کو نبھانے کے لئے ذاتی مفاد قربان کر دیتا ہو۔ نیک اطوار، سب کے مفاد کا محافظ، سُورما اور دیکھنے میں حسین، خود اختیار، غصّہ پر قابو رکھنے والا، شہرت یافتہ، حسد سے بَری اور جنگ

کے وقت خداؤں کے دلوں میں بھی ہیبت طاری کرنے والا ہو"!

نارد انے اپنا فیصلہ سنانے سے پہلے وقت لیا اور خوب غور و فکر کے بعد کہا کہ صرف ایک شخص ان ساری خوبیوں کا مالک نظر آتا ہے اور وہ ہے دسرتھ کا بیٹا رام۔

انہی خوبیوں کے باعث رام کی حمایت کی گئی ہے۔ لیکن کیا رام خدا بنا دئے جانے کی اہل شخصیت ہے؟ رام کو خدا کی طرح عبادت کے لائق سمجھنے والے ان حقیقتوں پر غور کریں:

رام کی پیدائش معجزاتی بتائی جاتی ہے، اور اس مفروضہ خیال سے کہ ان کی پیدائش رشی بشرنگ کے تیار کئے گئے پنڈ کے باعث ہوئی۔ یہ خرافاتی شیشہ اس کھلی حقیقت کو چھپانے کے لئے استعمال ہوا ہے کہ وہ کوشلیا سے رشی بشرنگ کے تعلق سے پیدا ہوئے۔ حالانکہ ان میں شوہر و بیوی کا کوئی رشتہ نہ تھا۔ بہر حال ان کی پیدائش قابلِ تنفر نہ بھی ہو، یقیناً غیر فطری اور غیر اخلاقی ضرور ہے۔

اس کے علاوہ رام کی پیدائش سے متعلق اور بھی واقعات ہیں جن کی بدذوقی کو بڑی مشکل ہی سے ٹھکرایا جا سکتا ہے۔

والمیکی، راماین اس بات پر زور دیتے ہوئے شروع کرتے ہیں کہ رام وشنو کے اوتار ہیں اور یہ وشنو ہی تھے جنہوں نے دسرتھ کے بیٹے رام کے روپ میں جنم لینے پر رضامندی ظاہر کی تھی۔ جب برہما کو یہ معلوم ہوا تو انہوں نے محسوس کیا کہ وشنو کے اوتار رام کو پوری کامیابی دلانے کے لئے طاقتور ساتھیوں کی مدد اور تعاون کا بندوبست کرنا چاہئے۔ اس وقت ایسا کوئی موجود نہیں تھا۔ خداؤں نے برہما کے احکام یوں پورے کئے کہ خود کو پورے کا پورا مباشرت میں لگا دیا۔ صرف اپسراؤں کے ساتھ ہی نہیں جو بیسوائیں ہیں۔ صرف یکشاؤں اور ناگاؤں کی غیر شادی شدہ لڑکیوں کے ساتھ ہی نہیں بلکہ رکھشا، ودیادھر،

گندھرواؤں۔ کِنّاروں اور وِنّاروں کی جائز طور پر شادی شدہ بیویوں کے ساتھ بھی۔ یوں وِنّاروں کو جنم دیا جو رام کے معاون بنے۔
اس طرح رام کی پیدائش ایک عام حرام کاری کے ساتھ ہوئی۔ اگرچہ ان کے ہی معاملے میں نہ ہوئی بھی ہو۔ یہ سب ان کے معاونوں کے معاملے میں یقینی طور پر ہوئی۔ سیتا کے ساتھ ان کی شادی بھی ناقابلِ تنقید نہیں ہے۔
بُدھ رامائن کے مطابق سیتا، رام کی بہن تھیں۔ دونوں دسرتھ کی اولاد تھے۔ والمیکی کی رامائن بُدھ رامائن میں بتائے گئے اس رشتے سے میل نہیں کھاتی۔ والمیکی کے مطابق سیتا وِدیہا کے راجہ جنک کی بیٹی تھیں اور اس لئے رام کی بہن نہیں۔ لیکن یہ قابلِ قبول نہیں ہے۔ اس لئے کہ خود والمیکی کے مطابق سیتا جنک کی فطری طور پر پیدا شدہ بیٹی نہیں بلکہ ایک ایسی لڑکی تھی جو کسی کسان کو ہل چلاتے وقت کھیت میں ملی تھی جس نے راجہ جنک کو پیش کیا اور جنک نے اس کی پرورش کی۔ اس لئے صرف ظاہرا معنوں میں سیتا کو جنک کی بیٹی کہا جاسکتا ہے۔ بدھ رامائن کی کہانی فطری ہے اور آریائی شادیوں کے رواج کے خلاف نہیں۔ (آریاؤں میں بھائی بہن کی شادی جائز تھی)۔ اگر یہ کہانی سچی ہے تو رام کے ساتھ سیتا کی شادی کوئی مثالی شادی نہیں کہ جس پر شان کی جائے یا اُس کی نقل کی جائے۔ رام کی ایک اور بڑی خوبی یہ بتائی جاتی ہے کہ وہ ایک ہی بیوی کے شوہر تھے۔ یہ سمجھنا بہت مشکل ہے کہ کیوں یہ دعویٰ عام طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے جب کہ حقیقت میں یہ ایک بے بنیاد بات ہے۔ خود والمیکی رام کی بہت ساری بیویوں کا ذکر کرتے ہیں۔ (ایودھیا کنڈ سارگ 8 شلوک 12) اور یہ بیویاں ان کی اور بہت ساری داشتاؤں کے علاوہ تھیں۔ اس معاملے میں رام اپنے باپ کے نامی گرامی فرزند تھے، جن کی نہ صرف مذکورہ تین بیویاں تھیں بلکہ اور بھی کئی تھیں۔

آیئے ایک فرد اور ایک راجہ کی حیثیت سے ان کے کردار کا تجزیہ کریں۔
ایک فرد کی حیثیت سے بحث کرتے ہوئے میں صرف دو واقعات کا ذکر کرنا ہوں۔ ایک والی کے ساتھ اُن کا رویّہ اور دوسرا خود اپنی بیوی سیتا کے ساتھ اُن کا برتاؤ۔

آیئے۔ پہلے ہم والی کے واقعے کو لیں گے۔

والی اور سُگریو دو بھائی تھے۔ ان کا وانار کی نسل سے تعلق تھا۔ اور وہ ایک شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے جس کا صدر مقام کِشکِندرہ تھا۔
جس وقت راون نے سیتا کا اغوا کیا تھا تو اس وقت کِشکِندرہ پر والی کی حکومت تھی۔ تخت پر بیٹھنے کے بعد والی، مایاوی نامی ایک راکھشس سے جنگ پر نکلے۔ جب ان دونوں میں لڑائی ہو رہی تھی تو مایاوی اپنی جان بچانے کے لئے بھاگ نکلا۔ دونوں والی اور سُگریو نے اُس کا پیچھا کیا۔ مایاوی زمین کے اندر ایک گہرے سوراخ میں چھپ گیا۔ والی نے سگریو کو سوراخ کے دہانے پر انتظار کرنے کے لئے کہا اور خود اندر گھس گئے۔ تھوڑے وقت کے بعد خون کا ایک سیلاب سوراخ کے اندر سے نکلا۔ سگریو یہ سمجھے کہ مایاوی کے ہاتھوں والی کا قتل ہو گیا، وہ کِشکِندرہ لوٹ گئے اور والی کے بجائے خود اپنی بادشاہت کا اعلان کیا اور ہنومان کو اپنا وزیرِ اعظم بنا دیا۔

حقیقتاً والی کا قتل نہیں ہُوا تھا۔ بلکہ والی کے ہاتھوں مایاوی کی موت ہوئی تھی۔ والی نے سوراخ کے باہر آکر سگھریو کو نہ پایا تو وہ کِشکِندرہ کی طرف روانہ ہوئے اور یہ دیکھ کر متعجب ہوئے کہ سگھریو نے اپنی حکومت کا اعلان کر دیا ہے۔
قدرتی طور پر اپنے بھائی سگریو کی اس غداری پر بہت غصّہ آیا۔ سچ پوچھیں تو یہ اس کے لئے اچھا جواز بھی تھا۔ سگریو کو تحقیق کرنا چاہیئے تھا نہ کہ یہ فیصلہ کر لینا کہ والی کی موت واقع ہو گئی ہے۔ دوسرا یہ کہ والی کا ایک بیٹا انگد نامی تھا

جو والی کا جائز وارث تھا۔ اس لئے اس کو ہی بادشاہ بنانا چاہیئے تھا۔ سگریو نے ان دونوں میں سے کوئی بھی کام نہیں کیا۔ اس کا یہ عمل صاف غاصبانہ تھا۔ والی نے سگریو کو نکال باہر کیا اور تخت واپس لے لیا۔ دونوں بھائی ایک دوسرے کے جانی دشمن بن گئے۔

راون کے سیتا کے اغوا کرنے کے فوراً بعد یہ واقعہ ہُوا تھا۔ رام اور لکشمن سیتا کی تلاش میں تھے۔ سگریو اور ہنومان ایسے دوستوں کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے تھے جو والی سے تخت واپس لینے میں مددگار ہوں۔ یہ دونوں جماعتیں بالکل اتفاقی طور پر ایک دوسرے سے ملیں۔ آپس کی مشکلوں کے اظہار کے بعد دونوں میں ایک معاہدہ ہُوا کہ رام والی کے مارنے میں سگریو کی مدد کریں اور اس کو کشکندہ کے تخت پر بٹھائیں۔ دوسری طرف یہ طے پایا کہ سیتا کے حاصل کرنے میں سگریو اور ہنومان رام کی مدد کریں۔ طے پایا کہ جب سگریو اور والی انفرادی جنگ میں اُلجھے رہیں تو سگریو ایک ہار پہن لیں تاکہ رام کو شناخت کرنے میں آسانی ہو۔ جب سگریو اور والی لڑ رہے ہوں تو رام درخت کے پیچھے چھپے رہیں اور والی پر تیر چلائیں اور اُسے مار ڈالیں۔ منصوبہ کے تحت ایک انفرادی لڑائی کا بندوبست ہُوا اور سگریو گلے میں ہار ڈالے لڑ رہے تھے۔ رام نے درخت کے پیچھے چھپ کر والی پر تیر چلایا اور سگریو کو کشکندہ کا تخت حاصل کرنے کا موقع فراہم کیا۔ والی کا یہ قتل رام کے کردار پر سب سے بڑا دھبہ ہے۔ یہ ایک ایسا جرم ہے جس کے لئے بالکل ہی کوئی جواز نہیں تھا۔ اس لئے کہ والی کا رام کے ساتھ کوئی جھگڑا ہی نہیں تھا۔ یہ ایک انتہائی بزدلانہ کام تھا۔ اس لئے کہ والی کے پاس کوئی بھی ہتھیار نہیں تھا۔ یہ ایک منصوبہ بند اور سوچا سمجھا ہُوا قتل تھا۔

خود اپنی بیوی سیتا کے ساتھ کئے گئے رویہ پر غور کیجئے۔ سگریو اور والی کی طرف سے مہیا کی گئی فوج کے ساتھ رام لنکا پر حملہ کرتے ہیں۔ یہاں بھی ویسا ہی

او چھا کھیل کھیلتے ہیں جیسا کہ والی اور سگریو کے درمیان کھیلا گیا تھا۔ راون کے بھائی وبھیشن کی مدد لیتے ہیں، اس وعدہ پر کہ راون اور ان کے بیٹے کو مار کر خالی تخت پر اس کو بٹھائیں گے۔ رام راون اور ان کے بیٹے اندرجیت کو قتل کرتے ہیں۔ لڑائی کے اختتام پر پہلا کام یہ کرتے ہیں کہ راون کی لاش کی باعزت تدفین ہوتی ہے۔ اس کے بعد وبھیشن کی تاج پوشی میں دلچسپی لیتے ہیں، اور تاج پوشی کے بعد ہنومان کو سیتا کے پاس بھیجتے ہیں۔ اور وہ بھی یہ اطلاع دینے کے لئے کہ وہ خود اور لکشمن اور سگریو بخیر و خوبی ہیں اور یہ کہ راون قتل کر دئے گئے ہیں۔

راون کے خاتمے کے بعد ان کو سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہئے تھا کہ وہ سیدھے سیتا کے پاس جاتے۔ وہ ایسا نہیں کرتے۔ سیتا سے زیادہ اہم اُن کے لئے تاج پوشی میں دلچسپی ہے۔ تاج پوشی کے بعد بھی وہ خود نہیں جاتے بلکہ ہنومان کو بھیجتے ہیں۔ اور ان کا بھیجا ہُوا پیغام کیا ہے ؟ وہ ہنومان سے یہ نہیں کہتے کہ سیتا کو لے آئیں۔ وہ صرف اتنا کہلواتے ہیں کہ وہ بخیر و خوبی ہیں۔ یہ سیتا ہیں جو ہنومان پر رام کے دیدار کی خواہش کا اظہار کرتی ہیں۔ رام اپنی ہی بیوی سیتا کے پاس دس مہینوں سے زیادہ عرصے تک نہیں جاتے۔ سیتا جن کا اغوا کیا گیا تھا اور جن کو راون نے قید میں ڈال رکھا تھا، سیتا ان کے پاس لائی جاتی ہیں، اور ان کو دیکھنے کے بعد رام ان سے کیا کہتے ہیں ؟ یہ ماننا بہت مشکل ہے کہ ایک عام انسانی ہمدردی رکھنے والا انسان بھی اتنی مشکلوں میں گھری اپنی ہی بیوی کو اس طرح مخاطب کرے گا جس طرح سے کہ رام نے سیتا سے کیا۔ اُن کی سیتا سے ملاقات ہُوئی جو کہ والمیکی جیسی مُستند شخصیت کی زبانی بیان ہوئی ہے :

رام سیتا سے یوں مخاطب ہوتے ہیں :

" میں نے تمہارے قید کرنے والے کو شکست دینے کے بعد تمہیں

مالِ غنیمت کے طور پر حاصل کیا ہے۔ میں نے اپنی عزت کے بدلے دشمن کو سزا دی۔ لوگوں نے میری فوجی عظمت دیکھ لی ہے اور مجھے خوشی ہے کہ میری محنتوں کا پھل مجھے مل گیا ہے۔ میں یہاں راون کو مارنے اور اپنی بے عزتی کا داغ دھونے آیا تھا۔ میں نے یہ مصیبت تمہارے لئے نہیں اٹھائی۔" رام کے سیتا کے ساتھ کئے گئے اس برتاؤ سے بڑھ کر کیا کوئی اور ظالمانہ حرکت ہو سکتی ہے۔ وہ اسی پر نہیں رکتے۔ آگے وہ کہتے ہیں :

" تمہارے طور طریقے پر میں شک کرتا ہوں۔ تم راون کے ہاتھوں خراب ہو چکی ہوگی۔ تم پر نظر ڈالتے ہوئے بھی مجھے کلفت ہوتی ہے۔ او رلے جنک کی بیٹی، تم جہاں بھی جانا چاہتی ہو، جا سکتی ہو۔ مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں۔ میں نے تم پھر فتح پالی ہے، اس سے میں مطمئن ہوں۔ یہی میرا مقصد تھا۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ راون تم جیسی خوبصورت عورت سے لطف اندوز ہوئے بغیر رہ سکا ہو۔"

ظاہر ہے کہ سیتا، رام کو کم ظرف اور کمینہ کہتی ہیں۔ اور صاف طور پر کہہ دیتی ہیں کہ اگر ہنومان نے آتے ہی کہہ دیا ہوتا کہ تم نے مجھے اس بنا پر دھتکار دیا ہے کہ میرا اغوا کیا گیا تھا تو میں خودکشی کر لیتی اور تمہیں ان سب مصیبتوں سے نجات دلاتی۔ رام کے لئے کوئی اور ثبوت نہ دینے کے خیال سے سیتا اپنے باعصمت ہونے کی شہادت کے لئے تیار ہو جاتی ہیں۔ وہ آگ میں سے گزرتی ہیں اور صاف نکل آتی ہیں۔ تمام خدا اس ثبوت سے مطمئن ہو کر سیتا کی پاکدامنی کا اعلان کرتے ہیں۔ اسی کے بعد ہی رام سیتا کو لے کر ایودھیا واپس ہونے پر رضامند ہوتے ہیں۔ ایودھیا واپس لے آنے کے بعد بھی وہ ان کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ ہاں وہ بادشاہ بنتے ہیں اور سیتا ملکہ۔ لیکن رام تو بادشاہ ہی رہتے ہیں، سیتا تھوڑے ہی عرصے کے بعد ملکہ نہیں رہتیں۔ اس برتاؤ سے رام کی رسوائی اور اوچھاپن

ظاہر ہوتا ہے۔ رامائن میں والمیکی نے بیان کیا ہے کہ رام اور سیتا کی، بادشاہ اور ملکہ کی حیثیت سے، تاجپوشی کے چند دن بعد، سیتا حاملہ ہوتی ہیں۔ ان کو حاملہ دیکھ کر چند بدخصلت اہلیانِ شہر نے سیتا پر بہتان تراشی کی کہ شاید انھیں راون سے ہی حمل ہُوا ہو جبکہ وہ لنکا میں تھیں اور رام نے اِس قسم کی عورت کو اپنے ساتھ رکھا ہے۔ اس شر پسند بکواس کا ذکر بھدرا نامی ایک درباری مسخرے نے رام سے کیا۔ ظاہر ہے کہ رام پر اس بہتان کا بڑا اثر پڑا۔ اور بدنامی کے احساس کا بہت دکھ ہُوا۔ اور یہ فطری امر ہے۔ لیکن غیر فطری بات اُس طریقۂ کار میں ہے جو انہوں نے اس بدنامی سے بچنے کے لئے اختیار کیا۔ اس بدنامی سے بچنے کے لئے انہوں نے نہایت آسان اور سُرعت آفرین راستہ اختیار کیا۔ یعنے سیتا کو جو کہ حمل کے بڑھتے ہُوئے ایام میں تھیں جنگل میں اکیلا چھوڑ دیا۔ بے یار و مددگار، بے آب و دانہ، اطلاع کے بغیر، اور ایک انتہائی عیارانہ طریقے پر۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سیتا کو اس طرح نکال باہر کرنے کا خیال اچانک اور فوری ردِّ عمل کے طور پر تو نہیں آیا ہوگا۔ اس خیال کی پیدائش، اس پر غور و فکر اور منصوبہ بندی پر زیادہ تفصیل ضروری معلوم ہوتی ہے۔

سیتا کے بارے میں شہر میں پھیلی ہُوئی افواہوں کا ذکر جب بھدرا رام سے کرتا ہے تو رام اپنے بھائیوں کو بلاتے ہیں اور اپنے احساسات کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ سیتا کی عصمت اور پاکدامنی لنکا میں ثابت ہو چکی ہے۔ خداؤں نے اس پر مہر ثبت کر دی ہے۔ اور ان کو سیتا کی معصومیت، عصمت اور پاکدامنی پر پورا پورا اعتماد ہے۔ تاہم عوام سیتا پر بہتان لگاتے ہیں اور مجھ کو بھی موردِ الزام گردانتے ہیں اور شرمندہ کرتے ہیں۔ کوئی بھی اس قسم کی بدنامی کو برداشت نہیں کر سکتا۔ عزّت بہت بڑی دولت ہے۔ خُدا اور بڑے بڑے انسان اس کے تحفظ کی کوشش کرتے ہیں۔ مَیں اس بدنامی اور بے عزّتی کو برداشت نہیں کر سکتا۔

اس بے عزتی اور بدنامی سے بچنے کے لئے میں تم لوگوں کو بھی چھوڑنے کے لئے تیار ہوں۔ یہ مت سوچو کہ میں سیتا کو چھوڑ دینے میں کوئی لیت ولعل کرونگا۔"

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیتا کو چھوڑ دینے کا فیصلہ اس لئے کیا گیا تھا کہ عوام کے لگائے گئے بہتان سے بچنے کا یہی آسان طریقہ تھا۔ یہ نہ سوچا گیا کہ آیا یہ طریقہ اچھا ہے یا بُرا۔ سیتا کی زندگی کسی شمار میں نہ تھی۔ شمار میں تو صرف ان کی نیکنامی اور شہرت تھی۔ ہاں انہوں نے اس بکواس کو بند کرانے کے مردانہ طریقے پر غور نہیں کیا جو ایک حکمران کی حیثیت سے وہ کر سکتے تھے۔ اور ایسے شوہر پر کرنا لازمی تھا جو اپنی بیوی کے باعصمت ہونے کا یقین رکھتا ہے۔ انہوں نے عوام کی بکواس کے آگے سر جھکا دیا۔ اور بہت سے ہندو ایسے ملیں گے جو اس واقعے کی بنیاد پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کریں گے کہ رام جمہوریت پسند بادشاہ تھے۔ اور بالکل اسی طرح اور بھی بہت کہیں گے کہ رام ایک کمزور اور بزدل بادشاہ تھے۔ کچھ بھی ہو اپنی عزت اور شہرت کو قائم رکھنے کا یہ شیطانی منصوبہ رام اپنے بھائیوں پر ظاہر کرتے ہیں' لیکن سیتا پر نہیں جو کہ وہی وہ واحد ہستی تھیں جن پر یہ منصوبہ اثرانداز ہونے والا تھا اور جنہیں اس کے جاننے کا حق تھا' لیکن اُن کو بالکل تاریکی میں رکھا گیا۔ رام نے اس منصوبے کو انتہائی رازداری میں رکھا اور اس پر عمل درآمد کے لئے موقعے کے منتظر رہے۔ اور سیتا کی مظلوم بدنصیبی بہت جلد یہ موقع فراہم کر دیتی ہے۔ حاملہ عورتیں بہت ساری چیزوں پر بہت سارا اشتیاق ظاہر کرتی ہیں۔ رام کو یہ بات معلوم تھی۔ ایک دن انہوں نے سیتا سے پوچھا کہ آیا انہیں کسی چیز کا بہت اشتیاق ہے۔ انہوں نے ہاں کہی۔ رام نے پوچھا کس چیز کا۔ سیتا نے جواب دیا کہ وہ کم سے کم ایک رات کے لئے گنگا کے کنارے رشی کے آشرم میں رہنا چاہتی ہیں اور پھلوں اور جڑیوں پر گزارہ کرنا چاہتی ہیں۔ رام سیتا کی رائے پر

اچھل پڑے اور کہا۔ "خوش رہو جانِ من، کل ہی تمہارے وہاں پہنچنے کا میں بندوبست کر دوں گا۔" سیتا اس وعدے کو چاہنے والے شوہر کا پُرخلوص وعدہ سمجھتی ہیں۔ لیکن رام کیا کرتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں کہ سیتا کو چھوڑ دینے کے منصوبے پر عمل پیرائی کا بہترین موقع ہے۔ ایک خفیہ اجلاس کے لئے انہوں نے اپنے بھائیوں کو بلوایا اور ان پر سیتا کو چھوڑ دینے کی آرزو کو پورا کرنے کے فیصلے کا اظہار کیا۔ وہ اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ وہ سیتا کی سفارش نہ کریں اور تنبیہہ کرتے ہیں کہ اگر وہ ان کے راستے کی رکاوٹ بنیں گے تو وہ ان کو اپنے دشمن جانیں گے۔ پھر وہ لکشمن سے کہتے ہیں کہ وہ کل سیتا کو رتھ میں بٹھا کر لے جائیں اور گنگا کے کنارے رشی کے آشرم میں چھوڑ آئیں۔ لکشمن کی سمجھ میں نہ آیا کہ سیتا کے بارے میں رام کے فیصلے کے اظہار کی جرأت کہاں سے آئے گی۔ اس مشکل کو بھانپ کر رام لکشمن سے کہتے ہیں کہ سیتا نے خود ندی کے کنارے آشرم کے قریب گذارہ کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے اور لکشمن کے دماغ کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں۔

یہ سازش راتوں رات طے ہوئی۔ دوسری صبح سُمانتا سے رتھ میں گھوڑے جوتنے کے لئے کہا گیا۔ سمانتا نے تعمیل کی۔ لکشمن محل میں داخل ہوئے۔ سیتا سے مل کر یاد دلاتے ہیں کہ انہوں نے آشرم کے قریب چند دن گزارنے کی جو خواہش ظاہر کی تھی۔ اور اس کو پورا کرنے کا وعدہ رام نے کیا تھا۔ اور یہ ذمہ داری ان پر ڈالی گئی ہے۔ وہ رتھ کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں۔ "چلیئے ہم چلیں"۔ اپنے دل میں ممنونیت کے جذبات لئے سیتا رتھ میں بخوشی سوار ہو جاتی ہیں۔ لکشمن کے ساتھ اور سُمانتا کی کوچوانی میں سیتا منزلِ مقررہ کی طرف روانہ ہو جاتی ہیں۔ آخرِ کار وہ گنگا کے کنارے پہنچے اور مچھیروں کی مدد سے ندی کے پار ہوئے۔ لکشمن سیتا کے قدموں میں گر پڑے اور آنکھوں میں گرم گرم آنسو بھر کر کہا۔ "پاک ملکہ۔ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس کے لئے مجھے معاف فرمائیے۔ مجھے حکم ہے کہ میں آپ کو

یہاں تنہا چھوڑ دوں اس لئے کہ لوگ رام کو بدنام کرتے ہیں کہ انہوں نے آپ کو اپنے ساتھ رکھا ہے۔"

رام کے ہاتھوں، جنگل میں مرنے کے لئے چھوڑ دی گئی سیتا والمیکی کے آشرم میں پناہ لیتی ہے جو قریب ہی تھا۔ والمیکی نے انہیں پناہ دی اور اپنے پاس رکھا۔ پھر سیتا نے دو لڑکوں کو جنم دیا جو لَوا اور کُشا کہلاتے ہیں۔ یہ والمیکی کے ساتھ رہے۔ والمیکی نے ان لڑکوں کی پرورش کی اور ان کو راماین گانا سکھایا جو انہوں نے لکھی تھی۔ بارہ برس تک دونوں لڑکے جنگل میں والمیکی کے آشرم میں رہے جو رام کے شہر ایودھیا سے زیادہ دُور نہ تھا۔ ان بارہ برسوں میں اس مثالی شوہر اور چہیتے باپ نے کبھی یہ خبر نہ لی کہ سیتا کا حشر کیا ہُوا۔ آیا وہ زندہ بھی ہیں یا مر گئیں۔ بارہ برس بعد رام سیتا سے عجیب وغریب طریقے سے ملتے ہیں۔ رام نے ایک یگنہ کرنے کا فیصلہ کیا اور تمام رشیوں کو حاضر ہونے کی دعوت دی۔ اس فیصلہ کے اسباب رام ہی کو معلوم تھے کہ انہوں نے والمیکی کو دعوت نہ دی۔ حالانکہ ان کا آشرم ایودھیا کے قریب ہی تھا۔ اس کے باوجود والمیکی خود اپنے طور پر سیتا کے دونوں لڑکوں کو اپنے ساتھ لے کر حاضر ہوئے اور اُن کا اپنے چیلوں کے نام سے تعارف کرایا۔ یگنہ کے دوران دونوں لڑکے حاضرانِ مجلس کے روبرو راماین کا پاٹھ کرتے رہتے۔ رام بہت خوش ہوئے اور ان کے بارے میں تحقیق کی اور انہیں پتہ چلا کہ یہ دونوں سیتا کے بیٹے ہیں۔ تب ان کو سیتا کا خیال آیا۔ تو پھر اب دیکھئے وہ کیا کرتے ہیں۔ وہ سیتا کو بُلواتے نہیں۔ ان معصوم لڑکوں سے جن کو اپنے والدین کے گناہوں کا علم نہ تھا جو بدقسمتی کے شکار تھے، کہتے ہیں کہ والمیکی سے کہہ دو کہ اگر سیتا پاکدامن ہیں تو اپنے آپ کو مجلس میں حاضر کریں اور اس پر قسم کھائیں اور خود اپنی اور ان کی بدنامی کے داغ دھوئیں۔ یہ وہ کام تھا جو انہوں نے پہلے بھی ایک بار لنکا میں کیا تھا۔ یہ وہ عمل ہے جو سیتا کو

نکال باہر کرنے سے پہلے بھی کیا جا سکتا تھا ۔ یہ وعدہ بھی نہیں کیا گیا کہ اپنے کردار کی صفائی پیش کر دینے کے بعد انہیں واپس لے لیا جائے گا ۔ والمیکی سیتا کو اجلاس میں لے آتے ہیں ۔ جب وہ رام کے سامنے کھڑی ہوتی ہیں تو والمیکی کہتے ہیں ۔ " اودسرتھ کے بیٹے ۔ یہی ہے وہ سیتا جس کو تم نے لوگوں کی کہی سنی پر چھوڑ دیا تھا ۔ اگر تم اجازت دو تو یہ اپنی پاکدامنی کی قسم کھائیں گی ۔ یہ ہیں تمہارے جڑواں بیٹے جن کو میں نے اپنی کٹیا میں پالا ہے "۔

رام کہتے ہیں ۔ " مجھے معلوم ہے کہ سیتا پاکدامن ہیں اور یہ لڑکے میرے ہیں ۔ انہوں نے لنکا میں ایک بار اپنی پاکدامنی کا امتحان دیا تھا اور میں نے انہیں واپس لے لیا تھا ۔ لیکن یہاں لوگوں کو اب بھی شک ہے ۔ اس لئے سیتا کو چاہیئے کہ یہاں امتحان دیں تاکہ تمام رشی اور عوام دیکھ لیں "۔

نظریں نیچی کئے ہوئے اور ہاتھ جوڑ کر سیتا نے قسم کھائی : " چونکہ میں نے اپنے دل میں بھی رام کے علاوہ کسی اور مرد کا خیال تک نہیں کیا تھا ، اس لئے مادر گیتی سے چاہتی ہوں کہ وہ شق ہو جائے اور میں اس میں سما جاؤں ۔ چونکہ میں نے ہمیشہ رام کو چاہا ہے ۔ الفاظ میں ، خیالوں میں ، اور اعمال میں : مادر گیتی سے چاہتی ہوں کہ شق ہو جائے اور میں دفن ہو جاؤں "۔ جیسے ہی سیتا نے یہ قسم کھائی زمین شق ہو گئی اور یہ طلائی تخت پر بیٹھی زمین کے اندر سما گئیں ۔ آسمانی پھول سیتا پر برسنے لگے اور ناظرین حیرت زدہ دیکھتے رہے ۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ سیتا نے مرنا پسند کیا بہ نسبت رام کے پاس جانے کے ۔ جن کا رویّہ ایک وحشی سے بہتر نہ تھا ۔

یہ ہے سیتا کا المیہ اور خدا کہلانے والے رام کے جرائم کی داستان ۔
اب مجھے بادشاہ رام پر کچھ روشنی ڈالنے دیجئے ۔

رام کو ایک مثالی بادشاہ بتایا جاتا ہے ۔ کیا یہ فیصلہ حقیقت کی

بنیادوں پر حاصل کیا گیا ہے ؟

حقیقت تو یہ ہے کہ بادشاہ کے روپ میں رام کبھی لیے ہی نہیں۔ وہ صرف برائے نام بادشاہ تھے۔ جیسا کہ والمیکی نے بتایا ہے۔ انتظامیہ رام کے بھائی بھرت کے ہاتھ میں تھا۔ رام نے اپنے آپ کو بادشاہت اور رعایا کی پریشانیوں سے آزاد کر لیا تھا۔ والمیکی نے رام کے بادشاہ بننے کے بعد کے روزانہ مشاغل کا تذکرہ بڑی تفصیل سے کیا ہے۔ (اُتر کھنڈ۔ سارگ ۴۲ ۔ شلوک ۲۷)۔

اس کے مطابق دن کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ دوپہر تک اور دوپہر کے بعد۔ صبح سے لے کر دوپہر تک وہ مذہبی رسموں، منتروں اور پوجا پاٹ میں لگے رہتے تھے۔ دوپہر کے بعد یکے بعد دیگرے درباری مسخروں اور زنانہ میں گزرتی تھی۔ جب زنانہ صحبت سے تھک جاتے تو درباری مسخروں میں آجاتے۔ اور مسخروں سے تھک جاتے تو زنانہ واپس ہو جاتے۔ (اُتر کھنڈ۔ سارگ ۴۳ ۔ شلوک ۱)۔ والمیکی تفصیل سے بتاتے ہیں کہ رام زنانہ میں کس طرح اپنی زندگی گزارتے تھے۔ یہ زنانہ یا حرم ایک باغ کے اندر تھا، جس کو " اشوک وَن " کہتے ہیں۔ رام یہاں کھانا کھاتے۔ والمیکی کے مطابق ان کی غذا ہر قسم کی لذتوں سے پُر ہوتی۔ جس میں گوشت پھل اور شراب شامل تھے۔ رام شراب کے رسیا تھے۔ وہ بڑا دریا طلب ظرف رکھتے تھے۔ والمیکی لکھتے ہیں کہ رام اس بات کا خیال رکھتے کہ سیتا بھی ان کے ساتھ شراب نوشی میں شامل رہیں۔ (اُتر کنڈ۔ سارگ ۴۲ ۔ شلوک ۸) رام کے زنانہ کے بارے میں والمیکی نے جو کچھ بتایا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بے حد شاندار تھا۔ جس میں اپسرائیں، اُرا گائیں اور کناریاں تھیں جو ناچ گانے میں ماہر تھیں۔ اور دوسری خوبصورت عورتیں بھی تھیں جو مختلف مقامات سے لائی گئی تھیں۔ رام ان کے درمیان پیتے، ناچتے ہوئے بیٹھتے تھے۔ وہ رام کا من بھاتیں اور رام ان کے وارے نیارے ہوتے۔ والمیکی رام کو " عورتوں کا رسیا شہزادہ "

کہتے ہیں۔ یہ کوئی ایک روز کا معاملہ نہ تھا۔ یہ ان کی زندگی کا باقاعدہ معمول تھا۔
جیسا کہ پہلے ہی بتایا گیا ہے رام نے کبھی حکومت کے معاملات میں شرکت نہ کی۔ ہندوستان کے قدیم راجاؤں کے رواج کے مطابق کبھی رعایا کے مسائل کی شنوائی اور علاج کی کوشش نہ کی۔ والمیکی نے صرف ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے جب انہوں نے بذاتِ خود رعایا کی شکایت سنی۔ لیکن بدقسمتی سے یہ کوشش بڑی منحوس ثابت ہوئی۔ انہوں نے ایک غلطی کے ازالہ کی کوشش میں انسانی تاریخ کا سب سے بڑا جرم سرزد کیا، جس کو شودر "سمبوکا" کے قتل کا واقعہ کہا جاتا ہے۔

والمیکی نے کہا ہے کہ رام کے زمانے میں ان کی مملکت کے اندر عمر طبعی سے قبل موت نہ ہوتی تھی۔ لیکن ایک موت ایسی واقع ہوگئی۔ ایک برہمن کا لڑکا سن بلوغ سے پہلے مرگیا۔ غمگین باپ بچے کی لاش اٹھائے محل کے دروازے پر آیا۔ لاش رکھی اور زار زار رونا شروع کیا اور اپنے بیٹے کی موت کی رام کی دہائی دی اور کہا کہ ایسا ان کی مملکت کے اندر کسی گناہ کے سرزد ہونے کے باعث ہی ہوا ہے۔ اور بادشاہ اس کی سزا نہ دے تو وہ سمجھے گا کہ وہی اس گناہ کا مرتکب ہے۔ اور آخر میں دھمکی دی کہ اگر اس کا بیٹا زندہ نہ کیا گیا تو رام کے سامنے دھرنا مار کر اپنی جان دے دیگا۔ تب رام نے اپنے آٹھ ذی علم رشیوں سے صلاح لی۔ نارد نے رام سے کہا کہ ان کی رعایا میں کوئی شودر تپس کر رہا ہے جو دھرم کے خلاف ہے۔ کیونکہ دھرم کے مطابق تپس کا کرنا صرف دو مرتبہ پیدا ہونے والوں یعنے (برہمنوں) ہی کا حق ہے جبکہ شودر کا فرض صرف اتنا ہی بنتا ہے کہ دو مرتبہ پیدا ہونے والوں کی خدمت کیا کرے۔ رام کو یقین ہوگیا کہ کسی شودر نے اس طریقے سے دھرم کے اصولوں کی مخالفت کا گناہ کیا ہے اور اسی کے سبب سے برہمن کا لڑکا فوت ہوگیا ہے۔ پس رام نے اپنی ہوائی گاڑی میں بیٹھ کر مجرم کی تلاش ملک بھر میں کی۔ آخر کار جنوب کی جانب کافی دور جنگل میں ان کی نظر ایک آدمی پر پڑی جو بڑی ہی کٹھن قسم کی عبادت میں لگا ہوا تھا۔ وہ

اس کے قریب گئے۔ نہ پوچھا نہ کہا کہ وہ شمبوکہ شودر ہوتے ہوئے اپنے اس زمینی جسم کے ساتھ آسمانوں پر جانے کے ارادے سے کیوں تپس کر رہا ہے۔ نہ ڈانٹ نہ ڈپٹ نہ نصیحت بلکہ کسی اور طریقے سے تادیب کے بغیر جھٹ سے اس کا سر اُڑا دیا۔ اور اس کے نتیجے! اسی وقت دُور دراز ایودھیا میں پڑے مردہ برہمن لڑکے کی سانس لوٹ آئی۔ ادھر جنگل میں خداؤں نے خوشی سے راجہ رام پر پھولوں کی بارش کر دی۔ یہ اس خوشی میں تھا کہ تپس کی طاقت کے ذریعے آسمانوں کی ان کی بلند رہائشوں میں داخل ہونے کی جرأت کرنے والے ایک شودر کو رام نے روک دیا۔ جس کا اس کو کوئی حق نہیں تھا۔ وہ رام کے سامنے بھی ظاہر ہوئے اور اس کارنامے پر مبارک باد دی۔ جب رام نے اپنے محل کے دروازے پر پڑے ہوئے مردہ برہمن لڑکے کو زندہ کرنے کی اُن سے درخواست کی تو انہیں بتایا گیا کہ وہ کبھی کا زندہ ہو گیا ہے۔ پھر وہ وہاں سے قریب ہی پڑے اگستیہ کے آشرم کی طرف چل پڑے۔ وہاں بھی سمبوکہ کے خلاف ان کے اقدام کی تعریف ہوئی اور ان کو ایک طلائی مالا دی گئی۔ اور رام صدر مقام واپس ہوئے۔ یہ ہے رام۔

اب کرشن کی سنئیے - یہ مہابھارت کے ہیرو ہیں - سچی بات تو یہ ہے کہ مہابھارت کوروؤں اور پانڈوؤں سے متعلق ہے - یہ اس جنگ کی داستان ہے جو ان دونوں کے بیچ اپنے بزرگوں کی حکومت کے حصول کے لئے لڑی گئی تھی - انہی کو اس کے مرکزی کردار کی حیثیت ہونی چاہیئے - لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ کرشن کو اس شاہنامے کا ہیرو بنا دیا گیا - یہ کچھ عجیب سی بات تو ہے - لیکن اس سے بھی عجیب تر بات یہ ہے کہ کرشن کے کوروؤں اور پانڈوؤں کے ہم عصر ہونے کے امکانات ہی نہیں ہیں - کرشن پانڈوؤں کے حامی تھے، جن کے ہاتھ میں سلطنت تھی ۔ کرشن کنسا کے دشمن تھے جن کی بھی ایک حکومت تھی - یہ ممکن معلوم نہیں ہوتا کہ ایک ہی وقت میں دو سلطنتیں پاس پاس رہ سکی ہوں - دوسرا یہ کہ مہابھارت میں ایسی کوئی چیز نہیں جو یہ بتلاتی ہو کہ ان دونوں میں تعلقات رہے ہوں - ان دونوں نے کرشن اور پانڈوؤں کی کہانیوں کو، بعد کے دور میں جوڑ دیا گیا ہے تاکہ کرشن کے کردار کو اور زیادہ پھیلایا جاسکے ۔ ویاس نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ان دونوں کہانیوں کو ملا دیا ہے تاکہ اُس سے کرشن کی عظمت میں اضافہ ہو اور ان کو سب سے بلند بنا کر پیش کیا جاسکے -

ویاس کے ہاتھوں کرشن انسانوں کے بیچ خدا بن جاتے ہیں - جبھی تو ان کو مہابھارت کا ہیرو بنا دیا گیا ہے ۔ کیا واقعی کرشن انسانوں کے درمیان خدا کہلانے کے مستحق ہیں ؟ اس کا جواب ان کی زندگی کا ایک چھوٹا سا خاکہ دے سکتا ہے - کرشن بھدرا کے مہینے کی آٹھ تاریخ کی آدھی رات کے وقت متھرا میں پیدا ہوئے ۔ ان کے باپ یادو نسل کے واسودیو تھے اور ماں دیوکی متھرا کے راجہ اُگرا سین کے بھائی

دیوکا کی بیٹی تھیں۔ اگراسین کی بیوی کے شوبھا کے دانوا راجہ دروملا کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے۔ اس ناجائز تعلق سے کنسا پیدا ہوا جو ایک لحاظ سے دیوکی کا چچازاد بھائی ہوتا ہے۔ کنسا نے اگراسین کو قید کرکے متھرا کا تخت غصب کرلیا۔ کنسا نے ناردا یا کسی آسمانی آواز سے یہ سن رکھا تھا کہ دیوکی کا آٹھواں بچہ اسے قتل کردے گا۔ اس لئے اس نے دیوکی اور ان کے شوہر کو قید میں رکھا۔ اور اُن کے بچوں کے پیدا ہوتے ہی یکے بعد دیگرے چھ بچے قتل کردئے۔ ساتویں بچے بلرام کو معجزاتی انداز میں دیوکی کی کوکھ سے واسودیو کی ایک اور بیوی روہنی کے کوکھ میں پہنچا دیا گیا۔ جب آٹھویں بچے کرشن کا جنم ہوا تو ان کے باپ نے خفیہ طور پر جمنا کے اُس پار ورجا کے رہنے والے نندا اور ان کی بیوی یشودھا کے پاس پہنچادیا جو وہاں رہ رہے تھے۔ اس مقدس بچے کو راستہ دینے کے لئے جمنا نے اپنا پانی سکیڑ لیا۔ اور سانپوں کے سردار اننت نے اپنے وسیع پھن کے سایے میں طوفانی برسات کے پانی سے محفوظ رکھا۔ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت واسودیو نے اپنے بیٹے کو نندا کی نوزائیدہ بچی یوگیندرا یا مہامایا سے بدل لیا اور کانسا کے سامنے اپنا آٹھواں بچہ بتاکر پیش کیا۔ لیکن یہ بچی کانسا سے یہ کہتے ہوئے اُڑگئی کہ نندا اور یسودھا کے پاس جو بچہ پل رہا ہے وہ آخرکار اس کو قتل کردے گا۔ اسی سبب سے کانسا نے اس بچے کرشن کو مار ڈالنے کی ناکام کوششیں کیں۔ اس مقصد کے لئے اس نے اسوروں کو الگ الگ شکلوں میں ورجا روانہ کیا۔ کرشن کا ان اسوروں کو مار دینا اور دوسرے بہادرانہ کام ایک معمولی انسانی بچے کے لئے ناممکن ہیں۔ یہ پرانوں کے دلچسپ قصے بن گئے ہیں۔ یہی کرشن کی زندگی کی ابتدائی زندگی کی بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان میں چند کا ذکر مہابھارت میں بھی ہے۔ جیساکہ عموماً ہوتا ہے ان قصوں کے بیان میں راویوں میں کئی اختلافات ہیں۔ میں صرف چند کا بیان کرتا ہوں جو بعد کے دور کے راویوں کے مصدقہ بیان کردہ ہیں۔

ان میں پہلا یا تقریباً پہلا پُوتنا کا قتل ہے۔ یہ کانسا کی ملازمہ تھی۔ اور ہری وَمسا کے بیان کے مطابق کرشن کے مارنے کے لئے مادہ گِدھ کے روپ میں بھیجی گئی تھی جو بھاگوتا کے بیان سے ایک انتہائی خوبصورت عورت کی شکل میں تھی۔ کرشن کو دودھ پلانے کے بہانے جب اس نے اپنا پستان اُن کے منہ میں دیا تو انھوں نے اتنے زور سے کھینچا کہ اس کا پورا خون ہی نچوڑ لیا اور وہ ایک چیخ مار کر گری اور مر گئی۔

اسی قسم کا ایک اور کارنامہ کرشن نے صرف تین مہینوں کی عمر میں کیا۔ یہ سکاٹا کے توڑنے کا واقعہ ہے۔ یہ ایک ٹھیلہ تھا جو الماری کی طرح استعمال ہوتا تھا۔ جس پر کئی مرتبان اور قاب' دودھ اور دہی سے بھرے ہوئے رکھے تھے۔ 'ہری وامسا' کے مطابق سکاٹا کانسا کا بھیجا ہُوا ایک 'اسُور' تھا جو ٹھیلے میں اس مقصد سے بیٹھا تھا کہ اپنے بوجھ سے بچے کرشن کو کچل دے گا۔ بہرحال یشودھا بچے کو ٹھیلے کے نیچے لٹا کر جمنا میں نہانے کے لئے چلی گئیں۔ واپسی پر ان کو بتایا گیا کہ بچے نے لاتیں مار مار کر ٹھیلا اور اس پر رکھی ہوئی سب چیزیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔ اس واقعے سے یشودھا کو تعجب اور خوف ہُوا اور اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کی خاطر پوجا پاٹ کیا۔

پُوتانا اور سکاٹا کی کوششیں ناکام ہوگئیں تو کرشن کو مار ڈالنے کے لئے کانسا نے ایک اور نائب تری ناورتا نامی 'اسُور' کو اس کام کے لئے روانہ کیا کہ وہ پرندے کے رُوپ میں بچے کو اُچک لے آئے۔ اُس وقت کرشن کی عُمر ایک سال تھی۔ لیکن وہ بہت جلد مر کر نیچے گرا جبکہ بچہ اس کے گلے کو پکڑے محفوظ رہا تھا۔

اس کے بعد کا واقعہ دو ارجن درختوں کے توڑنے کا ہے جو پاس پاس ہی تھے۔ ان کو دو یکشوں کے اجسام بتایا جاتا ہے جو اس روپ میں بددُعا کے

اثر سے تبدیل ہوگئے تھے اور کرشن کے کارنامے سے آزاد ہوئے: جب کرشن نے رینگنا شروع کیا اور بہت نٹ کھٹ تھے تو یشودھا نے رسّے سے لکڑی کا ایک کندہ اُن کے پیروں میں باندھ رکھا اور اپنے گھریلو کاموں میں لگ گئیں۔ جب یہ نظروں سے اوجھل ہوئیں تو کرشن نے کندہ کو اپنے پیچھے کھینچنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ یہ زور سے ان درختوں سے ٹکرایا۔ اس بڑے بوجھ کو کھینچتے ہوئے انہوں نے ان درختوں کو اکھیڑ پھینکا۔ اور یہ بڑی زوردار آواز سے گرے۔ لیکن کرشن کا بال بیکا نہیں ہوا۔

ان واقعات سے نندا کو بہت خوف ہوا اور سنجیدگی سے وِرجا چھوڑ کر کہیں اور قیام کی سوچنے لگے۔ جب وہ یہ سوچ رہے تھے ادھر بھیڑیوں کے غول مویشیوں پر ہلّہ بول رہے تھے اور وہ جگہ پُرخطر بن گئی تھی۔ اس سبب سے خانہ بدوشوں نے تذبذب چھوڑ تبدیلیٔ مقام کا فیصلہ کیا اور تمام املاک کے ساتھ برنداون نامی خوشنما میدان میں داخلہ لیا۔ اس وقت کرشن کی عمر صرف سات برس تھی۔

اس نئے مقام میں آنے کے بعد کرشن نے اور بھی کئی اسُوروں کو مارا۔ ان میں سے ایک ارِستھا تھا جو ایک سانڈ کے روپ میں آیا تھا۔ ایک اور کیسِن تھا جو گھوڑا بن کر آیا۔ اور بھی پانچ درناسُورا۔ بکاسُورا۔ اگھاسُورا۔ بھُوماسُورا اور سنکھنا سُورا تھے۔ اور آخری بکھشا تھا۔ ان سب میں اہم کالیا سانپوں کا سردار تھا جو اپنے خاندان کے ساتھ جمنا کے ایک بھنور میں رہتا تھا اور پانی کو زہر آلود کرتا تھا۔ کرشن ایک دن اس کے پھن پر کود گئے اور اتنے زور سے ناچے کہ اس کو خون کی قے ہوگئی۔ اس طرح سے انہوں نے اس کو مار ڈالا ہوتا لیکن اس کے اہل وعیال بیچ میں آگئے تو اس کو معاف کیا۔ اور اس کو کسی اور مقام پر چلے جانے کی اجازت دی۔

کالیا کی شکست کے بعد شروع ہوتا ہے۔ وَستر اہَرَن یعنے کپڑوں کا اُچک لے جانا۔ یہ پُران اور کرشن کے مداحوں اور عبادت گزاروں کے لئے ذرا ٹیڑھا معاملہ

ہے ۔ یہ بیان اتنا فحش ہے کہ مجھے ڈر ہے کہ اس کا ہلکا سا خاکہ بھی سنجیدہ طبیعتوں پر گراں گزرے گا ۔ میں اس کو حتی المقدور مہذب انداز میں بیان کروں گا تاکہ کرشن کے کردار کا خاکہ زیادہ سے زیادہ مکمل ہو سکے ۔ کچھ گوپیوں نے اپنے کپڑے اُتار کر جمنا کے کنارے رکھے اور نہانے کے لئے پانی میں کود پڑیں، جیسا کہ اب بھی ملک کے کچھ حصوں میں کیا جاتا ہے ۔ کرشن نے ان کے کپڑے اٹھا لئے اور ندی کے کنارے ایک درخت پر چڑھ گئے ۔ انہوں نے کپڑے دینے سے انکار کر دیا تاوقتیکہ وہ سب درخت کے قریب آئیں اور ہر کوئی اپنے اپنے کپڑے خود نہ مانگیں ۔ یہ صرف اس طرح کر سکتی تھیں کہ ننگی پانی سے نکل آئیں اور کرشن کے سامنے عریاں ہی کھڑی ہوتیں ۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو کرشن خوش ہوئے اور ان کے کپڑے لوٹائے ۔ یہ واقعہ بھاگوتا میں موجود ہے ۔

اس کے بعد کا کرشن کا کارنامہ گووَردھن پہاڑ کے اُٹھانے کا ہے ۔ بارش کے خُدا اندرا کے لئے قربانی دینے کی بڑی بڑی تیاریاں گوپا لوگ کر رہے تھے ۔ کرشن نے بتایا کہ چونکہ وہ چرواہے ہیں، زراعت پیشہ نہیں، اس لئے ان کے خُدا مویشی، پہاڑ اور جنگل ہیں اور ان کے لئے صرف ان کی ہی پوجا کرنی چاہئے ۔ اور اندرا جیسے بارش کے خُدا کی نہیں ۔ گوپا اس بات سے مطمئن ہو گئے اور اندرا کی پوجا کا ارادہ ترک کرتے ہوئے گووردھن پہاڑ کے لئے بہت بڑی قربانی کی جو ان کے مویشیوں کو رزق دینے والا تھا ۔ اس قربانی میں کھانا پینا اور ناچ شامل تھے ۔ اندرا کو اپنی تحقیر پر بہت غصہ آیا اور یہ لازمی بھی تھا ۔ اندرا نے تادیبی طور پر سات دن اور رات لگاتار ان کے علاقے پر بارش برسائی ۔ کرشن نے بے خوفی سے گووردھن پہاڑ تنابوں سے اکھیڑ دیا اور اس کو چھاتے کی طرح تھام کر اندرا کے غضب سے لوگوں اور ان کے مویشیوں کا تحفظ کر لیا ۔ رِگ وید میں اندرا اور کرشن کی رقابت، اور 'سشا پاتھا' میں اندرا اور وشنو کی چشمک کا ذکر میں نے (ڈاکٹر امبیڈکر) اپنی پہلی ہی تقریر میں

کر دیا ہے۔

کرشن کی جوانی کا دور برنداون کی جوان عورتوں کے ساتھ ناجائز اٹھکھیلیوں کا ہے۔ جس کو رس لیلا کہا جاتا ہے۔ 'رس' ایک چھوٹے دائرے والے ناچ کو کہتے ہیں۔ جس میں ناچنے والے مردوں اور عورتوں کے ہاتھ ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ آج بھی ملک کے چند وحشی قبائل میں رائج ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کرشن کو برنداون کی جوان گوپیوں کے ساتھ جو اُن پر جان چھڑکتی تھیں، اکثر اس ناچ سے لُطف اندوز ہونے کا بے حد شوق تھا۔

ان ناچوں میں سے ایک کا ذکر وشنو پُران، ہریوامسا اور بھاگوتا میں دیا گیا ہے۔ کرشن کی گوپیوں کے ساتھ اس محبت کو یہ معتبر راوی عبادت اور قرب خداوندی کا درجہ دیتے ہیں اور ان شہوانی معاملات میں کوئی نقص نہیں دیکھتے۔ حالانکہ ایسے ہی معاملات کسی اور انسان کے بارے میں خود ان کے نزدیک ہی انتہائی قابلِ اعتراض ہوں گے۔ ان تعلقات کی عام صورت پر سبھوں کا اتفاق ہے۔ منظر، سماں، موسم، سحر آمیز موسیقی، عورتوں کی کشش، ناچ، عورتوں کے کرشن کے لئے شہوانی جذبات اور مختلف طریقوں سے اس کے اظہار کے بیان کے معاملے میں سب متفق ہیں۔ وشنو پُران ان کے بیان کو حیا کی حدود میں رکھنے کی اکثر ناکام کوشش کرتی ہے۔ ہریوامسا حیا کی حدود سے تجاوز کر جاتی ہے، اور بھاگوتا تمام ... کو چھوڑ کر بے حیائی کی انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔

ان تمام بے حیائیوں میں رادھا نامی ایک خاص گوپی کے ساتھ کرشن کی ناجائز زندگی انتہائی شرمناک ہے۔

'برہما وَیوَرتا پُران' میں کرشن کے رادھا کے ساتھ ناجائز تعلقات تفصیلاً بیان ہوتے ہیں۔ کرشن کی شادی رُکمن گڈھ کے راجہ کی بیٹی رُکمنی سے ہوئی تھی۔ رادھا کی شادی ہو چکی تھی۔ کرشن اپنی بیاہتا بیوی رکمنی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ کسی لو

کی بیاہتا بیوی رادھا پر ڈورے ڈال کر بغیر کسی افسوس کے گناہوں میں ملوّث رہتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ کرشن صغر سنی سے ہی جبکہ صرف بارہ سال کے تھے، جنگجو تھے، سیاست دان تھے۔ لیکن ان کا ہر کام چاہے وہ سپاہی کا ہو یا سیاست دان کا غیر اخلاقی تھا۔ اس دائرہ میں ان کا پہلا کام اپنے ماموں کامسا کے قتل assasination کا تھا۔ لفظ قتل اس حرکت کے لئے کوئی سخت لفظ نہیں ہے۔ حالانکہ کامسا نے ان کو بھڑکایا ضرور تھا۔ پر وہ نہ جنگ کے دوران مارا گیا اور نہ ہی انفرادی لڑائی میں۔ قصہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ برنداون میں بھگوان کرشن کے کارناموں کا ذکر سُن کر کامسا کو خوف ہُوا اور اس نے کرشن کو ایک سُورما کے مقابلہ میں لڑوا کر، ان کو مروانا چاہا۔ اُس نے کمان کی قربانی (دھنرُویجنا منانے کا اعلان کیا۔ اور کرشن، بلرام اور ان کے گوپا ساتھیوں کو دعوت دی۔ کرشن کے ایک معتقد اور کامسا کے افسر اکرُورا کو متھرا بھیجا گیا کہ ان بھائیوں کو لے آئے۔ وہ کامسا کو مار ڈالنے کا مصمم ارادہ لے کر آئے۔ اس نے نہ صرف ان بھائیوں کو بلکہ دوسرے یادوؤں کو بھی جو اس کے مظالم سے تنگ آکر متھرا چھوڑنے پر مجبور ہو گئے تھے ناراض کر رکھا تھا۔ ان بھائیوں کو کامسا کے خلاف ان باغیوں کی تائید حاصل تھی۔ متھرا میں داخل ہو کر انہوں نے اپنے سادہ گوپاؤں کے لباس بدل کر اچھی پوشاک پہننے کی خواہش ظاہر کی۔ اور کامسا کے دھوبی سے بہتر کپڑوں کی فرمائش کی جس کی ان سے راستے میں ملاقات ہوئی تھی۔ یہ آدمی ان کے ساتھ بداخلاقی سے پیش آیا۔ اس لئے انہوں نے اس کو مار ڈالا اور اس کے پاس موجود کپڑوں میں سے اپنے پسندیدہ لباس چُن لئے۔ پھر وہ کُبجہ نامی ایک کبڑی عورت سے ملے جو کامسا کے لئے عطّار کا کام کرتی تھی۔ ان کی درخواست پر اس نے صندل کے برادے سے ان کی مالش کی، جس کے بدلے اس کے کبڑے پن کو کرشن نے دُور کر دیا۔ بھاگوتا ایک اور موقع پر کرشن کو

اس کے پاس جاتے ہوئے دکھاتی ہے اور اس کے ساتھ ملنے کا بیان اپنے مخصوص بے حیا انداز سے پیش کرتی ہے۔

بہر حال اس موقع پر دونوں بھائی کُبجہ سے ملوٹ مل کر اور سُداما نامی گلفروش سے ہار پہننے کے بعد قربانی کے مقام میں پہنچے اور اُس کمان کو توڑ ڈالا، جس کے لئے قربانی کا بندوبست کیا گیا تھا۔ گھبرائے ہوئے کامسا نے کُوولیا پیڑا نامی ہاتھی کو ان کے مار ڈالنے کے لئے آگے کیا۔ کرشن نے ہاتھی کو مار ڈالا اور اکھاڑے میں داخل ہوئے۔ یہاں دونوں بھائی کامسا کے چُنے ہُوئے سُورما چانُورا۔ مُشتِکا۔ توشالکا اور آندھرا سے معرکہ آرا ہُوئے۔ کرشن نے چانورا اور توشالکا کو مار ڈالا۔ اور بلرام نے دوسروں کو۔ دھوکے سے کرشن کو مار ڈالنے کے منصوبے میں ناکام ہوکر کامسا نے حکم دیا کہ دونوں بھائیوں اور ان کے گوپا ساتھیوں کو ملک بدر کر دیا جائے۔ ان کے مویشیوں پر قبضہ کرلیا جائے اور واسودیو، نندا اور خود اپنے باپ اُگراسین کو قتل کردیا جائے۔ یہ سُن کر کرشن اس مقام پر جا کھڑے ہوئے جہاں کامسا بیٹھا تھا۔ اس کو سر کے بالوں سے پکڑا اور زمین پر دے مارا۔ اور قتل کردیا۔ کامسا کی روتی ہوئی بیویوں کو تسلی دینے کے بعد، شاہانہ طور پر چتا جلانے کا حکم دیا۔ اُگراسین کی طرف سے عطا کی گئی حکومت کو منظور کرتے ہوئے اگراسین کو ہی تخت پر بٹھایا اور اپنے تمام ملک بدر کئے گئے رشتہ داروں کو متھرا لوٹنے کی دعوت دی۔

کرشن کا اس کے بعد کا واقعہ مگدھ اور کلایاونا کے راجہ جارسندھ سے لڑائی کا ہے۔ جارسندھ کامسا کے داماد تھے۔ کہا جاتا ہے کہ کامسا کے قتل کے بعد اس کے داماد جارسندھ نے متھرا پر سترہ بار حملے کئے۔ لیکن ہر بار وہ ناکام رہا۔ اس خوف سے کہ اٹھارواں حملہ بڑا تباہ کن ہوگا، کرشن نے تمام یادوُں کو سطح مرتفع گجرات کے مغربی سرے پر دوارکا بھیج دیا۔ یادوُں کے نکل جانے کے بعد جارسندھ کے اکسانے پر کلاوینا نے متھرا کا محاصرہ کیا۔ نہتے کرشن کا پیچھا کرتے وقت شہر کے

باہر راجہ مچاکندا کی آنکھوں سے نکلتے ہوئے شعلوں سے حملہ آور جل کر راکھ ہو گیا۔ مچاکندا ایک پہاڑ کے غار میں سو رہا تھا تو حملہ آور نے اس کو کرشن کے دھوکے میں لات مار کر جگا دیا تھا۔ کرشن نے کلاوینا کی فوج کو شکست دی۔ لیکن جب وہ مالِ غنیمت کے ساتھ دوارکا کی طرف بڑھ رہے تھے تو جارسندھ نے ان کو جا لیا۔ پر دشمن سے ایک پہاڑ پر چڑھ کر اپنے آپ کو بچا لیا اور اُس پر سے چھلانگ لگا، دوارکا کی طرف نکل پڑے۔

اس کے بعد کرشن کی پہلی شادی ہوئی۔ انہوں نے ودربھا کے راجہ بھیشمکا کی بیٹی رکمنی سے شادی کرلی۔ جارسندھ کے کہنے پر رکمنی کے باپ اپنی لڑکی کی شادی کرشن کے رشتہ دار بھائی، چیدی کے راجہ، سشوپال سے کرنے کی تیاری کر رہے تھے۔ لیکن کرشن نے مجوزہ شادی کے ایک دن پہلے رکمنی کو اُڑا لیا۔ بھاگوتا کا کہنا ہے کہ یہ کرشن پر مرمٹی تھیں اور ان کو ایک محبت نامہ لکھا تھا۔ یہ سچ معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ کرشن رکمنی کے ساتھ سچے اور وفادار شوہر ہو کر نہیں رہے۔ رکمنی کے پیچھے سوکنوں کی ایک بہت بڑی فوج ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ کرشن کی بیویوں کی تعداد بڑھتے بڑھتے سولہ ہزار ایک سو آٹھ ہو گئی۔ ان کے بچے ایک لاکھ اسی ہزار کی تعداد کو پہنچ گئے۔ ان کی آٹھ مخصوص بیویاں مشہور ہیں: رکمنی۔ ستیا بھاما۔ جمباوتی۔ کالندی۔ مترابندا۔ ستیا۔ بھدرا اور لکشمنا۔ باقی کے سولہ ہزار ایک سو کے ساتھ ان کی شادی ایک ہی دن ہوئی تھی۔ اصل میں یہ پراگ جیوتش کے راجہ نارکا کے حرم سے تھیں، جس کو اندرا کے اشارے پر کرشن نے شکست دینے کے بعد مار ڈالا تھا۔ اس لئے کہ اس نے اندرا کی ماں کے کان کی بالیاں اٹھالی تھیں۔ جنگ کے بعد جب کرشن اپنی بیوی ستیا باما کے ساتھ اندرا کی جنت میں داخل ہوئے تو، ستیا باما نے اندرا کے مشہور درخت پاری جت کے حصول کی خواہش ظاہر کی۔ اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لئے کرشن کو اپنے خدا سے

ہی لڑنے کی ضرورت پڑ گئی جس پر کچھ ہی عرصہ پہلے احسان کیا گیا تھا۔ اندرا وید کے خداؤں کے سردار ہونے کے باوجود اور باوجود اس کے کہ وید کے خداؤں نے ان کی مدد بھی کی تھی، اس موقعے پر "سب سے بڑے خدا کے اوتار" کے آگے طاقتور حریف نہ بن سکے اور اپنے پسندیدہ پھولوں کے پیڑ سے جدائی پر مجبور ہو گئے، جس کو دوارکا لے جاکر بو دیا گیا۔ کرشن کی ان کی آٹھ خاص بیویوں کے ملنے کی کہانیاں بڑی دلچسپ ہیں۔ ان کے رکمنی کے پانے کی کہانی پہلے ہی بیان کردی گئی ہے۔

ستیا بھاما یادوؤ سردار کی بیٹی تھیں جس نے ان کی شادی کرشن کے ساتھ اس لئے کردی کہ وہ ان سے خوفزدہ تھا اور ان کی دوستی کسی قیمت بھی حاصل کرنا چاہتا تھا۔ جمباوتی ریچھوں کے سردار جمباونا کی بیٹی تھی جس کے خلاف کرشن نے ایک قیمتی ہیرے کے حصول کے لئے ایک لمبی جنگ کی تھی، جس کو جمباونا نے ایک یادو کے پاس سے چھین لیا تھا۔ جمباونا کو شکست ہوئی تھی اور اس نے امان حاصل کرنے کے لئے اپنی بیٹی کرشن کو تحفۃً دے دی تھی۔ کالندی نے کرشن سے شادی کرنے کی آرزو میں بڑی سخت ریاضت کی تھی اور اس ریاضت کے پھل میں اس کا من پسند چہیتا اس کو ملا تھا۔ مترا بندا کرشن کی رشتہ دار بہن تھیں اور سویمبر کے میدان سے کرشن اس کو اٹھا لے گئے تھے۔ ستیا ایودھیا کے راجہ نگنا جیت کی بیٹی تھی جس کو کرشن نے اپنی ویرتا کے صلے میں حاصل کیا تھا جب نگنا جیت کے بہت سارے سانڈوں کو انہوں نے مار ڈالا تھا۔ بھدرا کرشن کی ایک اور رشتہ دار بہن تھی جس کو کرشن نے حسبِ معمول حاصل کیا تھا۔ لکشمنا مدرا کے راجہ برہسینا کی بیٹی تھی اور سویمبر کے میدان سے اٹھالی گئی تھی۔

بلرام کی خاص اور کرشن کی سوتیلی بہن سبھدرا کی ارجن کے ساتھ شادی میں کرشن نے جو کارِ نمایاں ادا کیا وہ قابلِ ذکر ہے۔ اپنے سفر کے دوران ارجن پربھاسا کے مقدس مقام پر وارد ہوئے تو کرشن نے ان سے رائے واتکا کے پہاڑ پر ملاقات کی۔ ارجن سبھدرا پر ریجھ گئے اور کرشن سے اس کے حصول کے

بارے میں پوچھا۔ کرشن نے صلاح دی کہ ایک بہادر شتری کی طرح اس کو اُٹھا لے جائیں اور سوئمبر کا انتظار نہ کریں، جو کہ شتریوں کی شادی کا رواج تھا۔ پہلے پہل تو یادو اس بدتمیزی پر غصّہ ہوئے۔ لیکن کرشن کے سمجھانے پر کہ وہ سبھدرا کے لئے بہت مناسب شوہر ہیں اور اس کا اٹھا لے جانا ایک جوانمرد کے لئے غیر مناسب بات نہیں ہے تو وہ اس ملاپ سے راضی ہو گئے۔ اس کے علاوہ وہ اور کیا کر سکتے تھے۔ کرشن نے ہم جیسے معمولی باتیں بتانے والوں کی طرح صرف بحث نہیں کی۔ جیسے پہلے بتایا گیا ہے وہ خود بھی اس قسم کے کاموں میں عالم باعمل تھے۔

یُدھشٹر کے راجسویہ کے موقع پر مشکلات کھڑے کرنے والے جارسندھ اور سشُوپال کے ساتھ کرشن نے جو معاملہ کیا تھا وہ بہت دلچسپ ہے۔ جارسندھ نے بہت سارے راجاؤں کو قید کر رکھا تھا اور رُدرا کے نام پر قربان کرنا چاہتا تھا۔ جب تک جارسندھ قتل نہ ہو جاتا اور قید سے نکل کر راجہ، یدھشٹر کی بادشاہت تسلیم نہ کرتے یدھشٹر کی شہنشاہیت وجود میں نہ آتی۔ اس لئے کرشن بھیم اور ارجن کے ساتھ راج گڑھ گئے جو جارسندھ کا صدر مقام تھا اور اس سے ان تینوں میں سے کسی کے ساتھ انفرادی جنگ کرنے کا چیلنج دیا۔ اس قسم کے چیلنج کو نامنظور کرنا شتری کی شان کے خلاف تھا۔ اس لئے جارسندھ نے موت کو یقینی جان کر اپنے بیٹے سہادیو کی ولیعہدی کا اعلان کیا اور بھیم کے ساتھ لڑائی کرنا منظور کیا۔ یہ لڑائی تیرہ دن تک ہوتی رہی اور آخر کار جارسندھ کی تکلیف دہ موت اپنے مقابل کے ہاتھوں ہو گئی۔ سہادیو کو باپ کے تخت پر بٹھانے اور آزاد شدہ راجوں کو یدھشٹر کے راجسویہ میں شامل ہونے کی دعوت دے کر کرشن اندرپرستا واپس ہوئے۔

پھر راجسویہ کا موقع آیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس رسم کے تعلق سے جتنے بھی کام اور فرائض تھے ان میں سے برہمنوں کے پاؤں دھونے کی ذمہ داری کرشن نے

اپنے ذمہ لی۔ اس بات سے بہرحال یہ یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ مہابھارت نسبتاً جدید ہے اور اتنی قدیم نہیں جتنی کہ بتائی جاتی ہے۔ اس لئے کہ قدیم زمانے میں بھی جبکہ برہمنوں کی برتری موجود تھی شتری اس قسم کی عزت افزائی نہیں کرتے تھے۔ جب رسم ادا ہوگئی تو یدھشٹر کو اجلاس میں موجود راجاؤں، پجاریوں اور حقدار ہستیوں کو تحفہ جات پیش کرنے کی نوبت آئی۔ سب سے پہلے کس کو اعزاز دیا جائے؟ یدھشٹر نے بھیشم سے صلاح کی تو بھیشم نے جواب دیا کہ سب سے زیادہ کرشن اس کے مستحق ہیں۔ اس لئے یدھشٹر کے حکم پر سہادیو نے عزت کا نشان ارگھیا کرشن کو پیش کیا جو انہوں نے قبول کر لیا۔ اس پر سشوپال آگ بگولہ ہوگیا اور اس نے ایک لمبی تقریر کی اور کرشن کی اس عزت افزائی کے استحقاق، پانڈوؤں کے اس اعزاز اور کرشن کے حصولِ اعزاز پر نکتہ چینی کی۔ بھیشم نے بھی ایک تقریر کرتے ہوئے کرشن کے کارناموں اور کامرانیوں پر تفصیل کے ساتھ بیان دیا اور ان کے خدا ہونے کا اعلان کیا۔ سشوپال پھر سے کھڑا ہوا اور بھیشم کی ہر بحث کی تردید کی اور بہت بُرا بھلا کہا۔ کرشن کے حالیہ مورخوں کے مطابق، کرشن پر سشوپال نے جو الزامات لگائے ہیں اس میں برنداون کے گوپیوں کے ساتھ ان کے اعمال کا ذکر نہیں ہے جس سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جب مہابھارت لکھی جا رہی تھی تو کرشن کے اعمال کی داستان جو پرانوں کے مصنفوں اور بعد کے شاعروں کی من پسند ہے درحقیقت موجود نہیں تھی۔ لیکن سشوپال کی تقریر کے بعد بھیشم نے یہ دیکھ کر کہ یدھشٹر اس بات سے خوفزدہ ہیں کہ کہیں سشوپال اور اس کے ساتھی رسم کے اختتام میں رکاوٹ نہ ڈال دیں، ان سے کہا کہ اگر انہوں نے مرنے ہی کا تہیہ کر لیا ہے تو وہ خدا کرشن کو چیلنج کر دیں۔ اس پر سشوپال نے کرشن کو للکارا اور یہ اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے مقابل کی بہت ساری بداعمالیوں کا ذکر کیا۔ پھر یہ کہتے ہوئے کہ اس کی ماں کی درخواست پر جو میری خالہ ہیں میں نے سشوپال کے بہت سارے جرم معاف کئے ہیں، لیکن میں ان توہین آمیز الفاظ کو معاف

نہیں کرسکتا جو اس نے یہاں موجود راجاؤں کے سامنے مجھ سے کہے ہیں۔ میں تم سب کے سامنے اس کو مار ڈالتا ہوں" اس کی طرف اپنا چکر پھینکا اور اس کا سر تن سے جدا ہو گیا۔

مہابھارت کی جنگ کے دوران کرشن کے اعمال پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں:

۱۔ کرشن کا دوست ستیاکی، سوم دت کے بیٹے بھوری سروا کے ہاتھوں مجبور ہو گیا تھا تو کرشن نے ارجن سے کہا کہ اس کے ہاتھ کاٹ ڈالیں تاکہ ستیاکی کو اس کے مارنے میں آسانی ہو۔

۲۔ جب سات کورو سپاہیوں نے غلط طریقے پر ابھی مانیو کو گھیر کر مار ڈالا تو ارجن نے قسم کھائی کہ وہ ان کے سردار کو اگلے دن سورج ڈوبنے سے پہلے مار ڈالیں گے یا ناکامی پر خود ہی آگ میں جل کر مر جائیں گے۔ جب سورج ڈوبنے کے قریب تھا اور جیادرتھ (سردار) مارا نہ جا سکا تو کرشن نے اپنے اعجاز سے سورج کو چھپا دیا اور پھر جب جیادرتھ باہر نکل آیا تو کرشن نے سورج کو نمایاں کر دیا اور غافل جیادرتھ کو ارجن نے مار ڈالا۔

۳۔ اس بات سے مایوس ہو کر کہ ڈرونا کو سیدھے طریقے سے مارنا ممکن نہیں کرشن نے پانڈوؤں کو صلاح دی کہ ان کو دھوکے سے مار ڈالیں۔ کرشن نے کہا کہ اگر ڈرونا کے ہاتھ سے ہتھیار رکھوا دیئے جائیں تو ان کو آسانی سے مارا جا سکتا ہے۔ یہ اس طرح سے ہو سکتا ہے کہ ان سے کہا جائے کہ ان کا بیٹا آسوتھم مر گیا۔ بھیشم نے اس پر عمل کیا۔ انہوں نے اپنے ایک ہاتھی کو مار ڈالا جس کا نام ڈرونا کے بیٹے کے نام پر آسوتھم تھا۔ اور ان سے کہا کہ اسوتھم مر گیا۔ بہادر ڈرونا کو اس خبر پر رنج تو ہوا لیکن ان کو پورا یقین نہیں ہوا۔ اس موقعے پر بہت سارے رشیوں نے کہا کہ وہ جنگ روک دیں اور سچے برہمن کی طرح منتر پڑھتے ہوئے جنت سدھارنے کی تیاری کریں۔ اس پر اس بہادر کو

اور بھی پریشانی ہوئی اور انھوں نے اپنے بیٹے کے بارے میں صحیح خبر کے لئے یدھشٹر کی طرف رجوع کیا۔ جب کرشن نے دیکھا کہ یدھشٹر جھوٹ بولنے کے لئے تیار نہیں ہیں، انہیں اس کشمکش و پیچ سے چھڑانے کے لئے کرشن نے ایک لمبی ہدایت دی، جس میں انہوں نے اپنے جھوٹ کی اخلاقیات کا اعلان کیا جو شانتی سمرتی میں ان شاندار الفاظ میں موجود ہیں :

"شادی میں، شہوانی معاملات میں جب کسی کی اپنی زندگی خطرے میں ہو، جب کسی کا مال و متاع کھویا جانے والا ہو اور جب برہمن کے معاملات بازی پر لگے ہوں تو جھوٹ بولنا جائز ہے۔ عقلمندوں نے کہا ہے کہ ان پانچ موقعوں پر جھوٹ بولنا گناہ نہیں ہے۔"

یدھشٹر کی عقل حواس باختہ ہوگئی اور انہوں نے اپنے استاد (ڈرونا) سے کہا۔" ہاں۔ اشوتم مرگیا" اور دھیمی آواز میں یہ بھی جتا دیا " یعنی ایک ہاتھی"۔ یہ بعد کے الفاظ البتہ ڈرونا نے نہیں سنے۔ ان کی مایوسی مکمل ہوچکی۔ بھیشم کی زبانی چند کڑوے طنزیہ الفاظ سن کر انہوں نے اپنے ہتھیار رکھ دیے اور عابدانہ انداز میں بیٹھ گئے تو دھرستادی مینا نے ان کو قتل کر دیا۔

۴۔ ڈوے پاینا جھیل کے قریب جب بھیم دریودھن سے لڑائی میں دقت محسوس کر رہے تھے تو کرشن نے ارجن کے ذریعے ان کی یاددہانی کی کہ تم نے اپنے دشمن کی ران توڑ دینے کی قسم کھائی تھی۔ حریف کو ناف کے نیچے مارنا اصول جنگ کے خلاف تھا۔ لیکن چونکہ دریودھن کو با اصول طریقے سے ختم کرنا ممکن نہیں تھا کرشن نے بے اصولی اختیار کرنے کی نصیحت کی اور بھیم نے ایسا ہی کیا۔

کرشن کی موت ان کے اخلاق پر بہت واضح روشنی ڈالتی ہے۔ کرشن دوارکا کے حکمران کی حیثیت سے مرے۔ لیکن دوارکا کیسا تھا اور کس قسم کی موت ان کا انتظار کر رہی تھی؟

دوارکا کو بساتے وقت انہوں نے اس بات کا خاص خیال رکھا تھا کہ

اس میں ہزاروں "بدنصیب" مقیم رہیں - جیساکہ ہری وامسا نے کہا :

"اے جوانمرد ! یادؤں کی مدد سے دیوؤں کے محفوظ مقامات کو فتح کرنے والے خداوند نے دوارکا میں ہزاروں عام عورتوں کو بسایا؟"

مرد، شادی شدہ عورتیں اور بیسوائیں ناچتے، گاتے اور پیتے ہوئے دوارکا شہر میں بھر گئے - ہم ایک سمندری سفر کا ذکر پاتے ہیں جس میں یہ عورتیں لطف اندوزی کا خاص ذریعہ تھیں - ان کے ناچ اور گانے کے کیف میں دونوں بھائی کرشن اور بلرام اپنی بیویوں کے ساتھ ناچتے ہوئے شامل ہوئے - ان کے پیچھے دوسرے یادؤ سردار اور ارجن اور نارد بھی شامل ہوئے - پھر اس کے بعد ایک تفریح کی تلاش ہوئی - تمام مرد اور عورتیں سمندر میں کود گئے اور کرشن کی صلاح پر مردوں نے عورتوں کے ساتھ جل کریڈا کا آبی کھیل شروع کیا جس میں ایک ٹولی کی کرشن نے سرداری کی اور دوسری ٹولی بلرام نے سنبھالی اور درباریوں نے تفریح کو موسیقی کے ذریعہ دوبالا کیا - اس کے بعد کھانے اور پینے کا دور چلا - اور یہاں بھی ایک خاص موسیقی کا دور چلا جس میں ان سرداروں نے مختلف سازوں کے استعمال میں اپنی اپنی مہارت دکھائی - اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کتنے زندہ دل تھے - یہ یادؤ لوگ آج کی دنیا کے برہمنوں کے اعتراضات اور نکتہ چینی کا جواب دیتے جو وہ ناچ پارٹیوں اور مقامی تھیٹروں پر کیا کرتے ہیں - اسی قسم کی ایک دھینگا مشتی ـــ ایک نشہ آمیز دھینگا مشتی میں یادؤ تباہ ہو جاتے ہیں -

کہا جاتا ہے کہ ان کے چند لڑکوں نے اپنی طفلانہ شرارت سے چند رشیوں کو ناراض کیا - ان لڑکوں نے کرشن کے ایک بیٹے سمبا کو اس کی ناف کے نیچے دستہ باندھ کر حاملہ عورت کے سوانگ میں ان رشیوں کے سامنے پیش کیا اور پوچھا کہ یہ عورت کونسا بچہ جنے گی - غصے میں آ کر رشی نے کہا کہ وہ ایک لوہے کا دستہ جنے گی جو یادؤں کی تباہی کا باعث ہوگا - اس بددعا کے ذریعے بدترین نتائج کے خوف سے لڑکوں نے سمندر کے ساحل پر جا کر اس دستے کو

گھس گھس کر ختم کر دیا۔ لیکن اس کے ریزے ایک قسم کی نرسل "ایراکا" کے روپ میں اُگ گئے اور آخر کا بچا ہُوا حصہ جس کو لڑکوں نے سمندر میں پھینک دیا تھا ایک شکاری کے ہاتھ لگا جس کو اس نے اپنے تیر کی نوک بنا لیا ۔ انہی "ایراکاؤں" نرسلوں کے ذریعے یادوؤں نے اپنے آپ کو تباہ کر لیا۔

بہت ساری ٹولیاں بنا کر یہ لوگ مقدس مقام پر بھاسا گئے۔ یہاں انہوں نے شراب نوشی شروع کی اور یہ ان کی بربادی کا باعث ہوئی۔ کرشن اور دوسرے یادو سرداروں کو اس مقام پر شراب نوشی کی غلطی کا پتہ کافی دیر بعد چل گیا۔ اور اس کی روک تھام علانیہ سزائے موت کے ذریعے کی گئی۔ لیکن اس روک تھام کا کوئی اثر نہیں ہُوا۔ نشہ میں دُھت یادو پہلے پہل تو جھگڑنے لگے اور پھر ایک دوسرے سے لڑنا اور قتل کرنا شروع کیا۔ جب خود کرشن کے بھی چند لڑکے مارے گئے تو یہ خود بھی لڑائی میں شامل ہو گئے اور بہت سارے اپنے ہی آدمیوں کو مار ڈالا۔ پھر وہ بلرام کی تلاش میں نکلے اور دیکھا کہ وہ چلّہ کشی کر رہے ہیں اور ان کی رُوح ان کے جسم سے ایک بہت بڑے سانپ یعنے سیش ناگ کے روپ میں نکل رہی ہے: وہ روحانی سانپ جس کا روپ خود انہوں نے ہی دھارا تھا۔ کرشن نے محسوس کیا کہ ان کے جانے کا وقت بھی قریب آگیا ہے۔

انہوں نے اپنے باپ اور بیویوں کو یہ کہتے ہوئے کہ میں نے ارجن کو تمہاری ذمہ داری اُٹھانے کے لئے کہلا بھیجا ہے، خیرباد کہا۔ پھر وہ ایک درخت کے نیچے اس کی گھنیری شاخوں اور پتیوں کے پیچھے اپنے خیالات کو محوِ عبادت کیا اور بیٹھ گئے۔ جب یہ ایسا بیٹھے ہوئے تھے تو جارا نامی شکاری نے جو وہ تیر لئے ہوئے تھا جس پر اس قاتل دستے کا ٹکڑا لگا ہوا تھا، ہرن کے دھوکے میں تیر چلا دیا۔ اپنی غلطی پہچان کر وہ کرشن کے قدموں میں گر پڑا۔ اس کو معاف کیا گیا اور آسمان کی طرف اپنی چوندھیاتی روشنی کے ساتھ اُڑ گئے۔

ارجن آئے اور بچے ہوئے یادو مردوں اور عورتوں کے ساتھ ہستناپور

لوٹ گئے۔ لیکن ان کی تمام خوبیاں اوران کے مضبوط بازوؤں کی قوت اور تیراندازی کی بے مثال مہارت ختم ہوچکی تھی۔ تھوڑے سے اہیر جن کے پاس صرف لاٹھیاں تھیں ان پر حملہ آور ہوئے اوران کی بہت ساری عورتوں کو چھین لے گئے اور ارجن صرف تھوڑے باقی ماندوں کے ساتھ ہستناپور پہنچے۔

ارجن کے نکل جانے کے بعد سمندر دوار کا پر آمڈ آیا اور یادوؤں کی شان ان کے آپسی جھگڑوں اور دھینگا مشتیوں کو بیان کرنے کے لئے کچھ بھی باقی نہ رہا۔